علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مضمون	:	اسلامی فقہ
سطح	:	بی۔اے
کوڈ	:	464
مشق	:	04
سمسٹر	:	بہار2025ء

سوال نمبر1:اسلامی قانون میں سرقہ (چوری) کی تعریف کیا ہے؟اس کے ثبوت اور شرائط پر تفصیلی گفتگو کریں۔(20)

جواب:

چوری یا جرم سرقہ کا نصاب: کسی عاقل، بالغ شخص کا کسی دوسرے شخص کی ایسی چیز کو جس کی مالیت دس درہم یا اس سے زائد ہو اور وہ چیز کسی محفوظ جگہ رکھی ہوئی ہو۔خفیہ طریقہ سے چوری کر لینا ''سرقہ'' کہلاتا ہے۔

جرم سرقہ کا نصاب اور سزا: اسلامی شریعت میں ہر قطع ید (ہاتھ کاٹنے کی سزا) نہیں دی جائے گی بلکہ سزا کے جاری کرنے کے لیے ضروری یہ ہے کہ ایک متعین مالیت کی چاری کی گئی ہو۔اس متعین مالیت کا فقہی عنوان نصاب ہے اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث نبوی ﷺ ہے۔

انا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالا لا نقطع ید السارق الا فی ربع دینار

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار سے کم مالیت کی چوری میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

نیز حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا

کان رسول اللہ علیہ وسلم یقطع ید السارق فی ربع دینار فصاعدا

حضور چوتھائی دینا یا اس سے زیادہ کی مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

تقطع ید السارق فی ربع دینار ''چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار کی چوری میں کاٹا جائے۔''

مزید برآں یہ کہ تمام صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حد کے اجراء میں نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔

نصاب کی مقدار: حنفی فقہاء کے نزدیک نصاب کی مقدار دس درہم ہے جس کی مالیت پاکستانی اوزان کے اعتبار سے ساڑھے چار ماشہ چاندی یا اس کی قیمت بنتی ہے۔ان کی دلیل یہ احادیث ہیں۔

1۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ

انہ علیہ اصلو وسلام کان لا یقطع الا فی ثمن مجن وھو یومئذ یساوی عشرۃ ذراھم.

آپ ﷺ ایک ڈھال کی قیمت کی مالیت سے کم قطع ید نہیں فرماتے تھے اور اس وقت ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔

۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

لا تقطع الید الا فی دینار اوفی عشرۃ ذرا ھم. ''ایک دینار یا دس درہم (کی مالیت سے کم کی چوری میں) ہاتھ نہ کاٹا جائے۔''

3۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا یقطع السارق الا فی ثمن المجن و کان یقوم یومئذ بعشرۃ ذراھم .

چور کا ہاتھ ایک ڈھال سے کم کی مالیت کی چوری میں نہ کاٹا جائے اور اس زمانہ میں ایک ڈھال دس درہم میں آتی تھی۔

دس درہم کی قیمت کے تعین میں اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو سرقہ کے وقت رائج تھی اور ہاتھ کاٹنے کے وقت چوری شدہ مال میں کوئی خرابی پیدا ہو جانے کے باعث قیمت کم ہو جائے تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ جس وقت چوری کی جائے اس وقت اس چیز کی قیمت نصاب کے برابر ہو لیکن حد جاری کرنے کے وقت بھاؤ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

گر جانے کی وجہ سے چوری شدہ چیز کی قیمت نصاب سے کم ہو جائے تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

جرم سرقہ کی سزا: اسلامی شریعت میں چوری کی سزا قطع ید ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سالسارق واسارقة فاقطعو ايديهما جزآ ء بما كسبا نكلاً من الله والله عزيز حكيم.

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ المائدہ ۳۸۔

سرقہ دیگر کبائر کی طرح کبیرہ گناہ ہے۔

عن امن اعباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن.

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت زانی زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری میں مشغول ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ایک مرتبہ قریش کی ایک عورت نے چوری کی تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری فرمایا۔

عن عائشة ان قريشا اهمهم شان المراة المخز ومية التی سرقت فقا لو من يكلم فيها رسول الله ﷺ فقالو ا ومن يجترى عليه الا اسامة بن زيد حب رسول الله ﷺ فكلمه اسامة فقال رسول الله ﷺ اشفع فی حد من حدود الله ثم قام فخطب فقال يا ايها لناس انما ضل من قبلكم انهم كانو اذا سرق الشريف تركوه واذا سرق الضعف فيهم اقامو عليه الخدً وايم الله لو انَّ فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها. (مسلم باب الحدود)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک ایسی عورت نے جس نے چوری کی تھی قبیلہ قریش کے لوگوں کو سخت اضطراب میں مبتلا کر دیا تھا۔انہوں نے کہا کہ اس عورت کی سفارش کے سلسلے میں حضرت اسامہ بن زید کے سوا نہ تو کوئی دوسرا آپ ﷺ سے گفتگو کر سکتا ہے اور نہ کسی کو اس کی جرات ہو گی لہذا وہ سفارش کریں کیونکہ وہ آپ ﷺ کے لاڈلے ہیں۔حضرت اسامہؓ نے آپ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں گفتگو کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے نفاذ کو روکنے کی سفارش کرتے ہو اس کے بعد آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لوگو تم سے پہلے کی امتیں اس لیے گمراہ ہو گئیں تھیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو وہ لوگ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور اور غریب چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں محمد ﷺ اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

چوری کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد جب شرعاً حد واجب ہو جائے تو چور کا داہنا ہاتھ ہتھیلی کے جوڑ سے کاٹ دیا جائے اور خون بند کرنے کے لیے اسے داغ دیا جائے (یا جس طرح سے بھی خون بند ہو سکتا ہو بند کر دیا جائے) اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس وقت تک قید میں ڈال دیا جائے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے۔پاؤں ٹخنے سے کاٹے جائیں۔حضرت عمرؓ نے اسی طرح سزا جاری فرمائی۔اگر سارق کا بایاں ہاتھ ناکارہ ہو یا کٹا ہوا ہو یا داہنا پاؤں مقطوع ہو تو پھر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لیے کہ داہنا ہاتھ قطع کر دینے سے سارق اپنی ضروریات کو پورا کرنے سے بھی معذور ہو جائے گا اور ایسے کرنا اتلاف کے زمرے میں آتا ہے۔البتہ جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرے اس وقت تک اسے قید میں رکھا جائیگا۔

چور بالغ اور عاقل ہو: قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کی سزا کے لیے ضروری ہے کہ عاقل اور بالغ ہو چنانچہ نابالغ اور پاگل پر حد قطع جاری نہیں ہو گی۔اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔

1۔ نابالغ جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔

2۔ پاگل سے جب تک وہ صحت یاب نہ ہو جائے۔

3۔ سویا ہوا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ نابالغ اور پاگل دونوں مرفوع القلم (غیر مکلّف) ہیں چوری کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ان پر جاری کر کے حدیث کی مخالف لازم آئے گی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنا اور سزا کے لیے جرم کا ہونا ضروری ہے اور دونوں کے فعل پر جرم کا اطلاق نہیں ہوتا۔اس لیے ان پر دیگر حدود کی طرح چوری کی حد بھی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03455045551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جاری نہ ہوگی۔ البتہ ان پر چوری کا تاوان عائد ہوگا کیونکہ مال کا تاوان عائد ہونے کے لیے جرم شرط نہیں ہے اگر چور ایسا شخص ہو جس پر کبھی جنون کا دورہ پڑتا ہو اور کبھی تندرست ہو جاتا ہو تو اگر اس نے جنون کی حالت میں چوری کی تو اس پر چوری کی حد جاری نہیں ہوگی اور اگر تندرستی کی حالت میں چوری کی تو قطع ید کی سزا جاری کی جائے گی۔

شرائط کی شہادت: جہاں تک عدالت میں اثبات جرم کا تعلق ہے تو اس بارے میں حنفی فقہا کا مسلک یہ ہے۔ وہ دو سے کسی ایک طریقے سے جرم سرقہ ثابت ہوتا ہے تو ان میں پہلا شہادت اور دوسرا اقرار ہے۔ جہاں تک شہادت کا تعلق ہے اس کے ذریعے ثابت ہوتا ہے جب شہادت کی جملہ شرائط پائی جائیں۔ چوری کے ضمن میں شہادت کی قبولیت کی شرائط میں سے بعض تو ایسی ہیں جو حدود وقصاص کے لیے خاص ہیں اور وہ ہیں گواہ کا مذکر اور عادل ہونا اور عدالت میں حاضر ہو کر خود گواہی کی بنیاد پر گواہی دینا جائز ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد گواہی دی تو قبول نہیں کیجائے گی اور نہ ہی چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جائے گی البتہ مال کا تاوان اسے دینا ہوگا۔ مال کا تاوان اس بناء پر شہادت کے لیے مانع ہے اور شبہ وجوب میں حائل ہوتا۔ چوری کی سزا جاری کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے جس شخص کی چوری ہوئی ہو وہ خود دعویٰ کرے چنانچہ اگر گواہ اس امر کی گواہی دیں کہ چور نے فلاں غائب شخص کے ہاں سے مال چرایا ہے تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک متاثر شخص خود عدالت میں خود حاضر ہو کر دعویٰ دائر نہ کرے۔ البتہ ان کی گواہی پر چور کو قید کر دیا جائے گا کیونکہ گواہوں کی جانب سے اطلاع سے اس شخص پر چوری کا الزام تو عائد ہو گیا ہے اور الزام کی بناء پر کسی شخص کو قید کرنا جائز ہے۔

قسم اٹھانے سے انکار: قسم اٹھانے سے انکار (نکول) کی بنا پر چوری کا جرم ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ اگر کسی آدمی کے خلاف چوری کا دعویٰ کیا جائے اور وہ آدمی اس سے انکاری ہو۔ مدعی اس سے قسم اٹھانے کا مطالبہ کرے اور وہ آدمی قسم کھانے سے انکار کرے تو اس آدمی کے خلاف حد قطع جاری کرنے کا حکم نہیں دیا جائے لیکن مال کی واپسی کا حکم جاری کیا جا سکتا ہے۔

اثبات جرم بذریعہ اقرار: اقرار سے بھی چوری ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص اپنی ذات کے خلاف اقرار کرتا ہے جس سے اس کی ذات کو نقصان پہنچتا ہو اس پر اس اقرار کے ضمن میں کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا اسی طرح اقرار کر لینے سے چوری کا جرم ثابت نہ ہو جائے گا اور اس پر حد سرقہ نافذ کی جائے گی اسی طرح شہادت کی بناء پر چوری کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دوسرے کے حق میں تو انسان پر الزام عائد ہو سکتا ہے لیکن اپنے حق میں غلط بیانی کا الزام نہیں آتا۔

اقرار میں تاخیر کرنا: اقرار کے جائز ہونے کے لیے جرم کے فوری بعد اقرار کرنا شرط نہیں چنانچہ چوری کا جرم واقع ہونے کو ایک مدت گزر گئی ہو یا نہ گزری ہو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ شہادت کا معاملہ اس سے مختلف ہے شہادت اور اقرار کے مابین یہ جو فرق ہے اس کا ذکر ہم کتاب الحدود میں کر چکے ہیں۔

اقرار کی تعداد: چوری کے اقرار کے بارے میں امام حنیفہ کے نزدیک ایک مرتبہ سے زائد اقرار کرنا شرط نہیں ہے اور ایک ہی بار اقرار کر لینے سے جرم ثابت ہو جائے گا امام یوسف کا قول ہے کہ شرط ہے۔ چنانچہ اس وقت تک حد قطع جاری نہیں کی جائے گی جب تک وہ دوبارہ اقرار نہ کر لے۔ اس سلسلے میں دلائل ہم کتاب الحدود میں بیان کر چکے ہیں۔

سوال نمبر 2 اسلام میں شراب نوشی (شرب خمر) کی ممانعت کی حکمت کیا ہے؟ اس کی سزا اور اس پر فقہی آراء بیان کریں۔

جواب:

جرم شراب۔

اسلام میں حرمت خمر (شراب نوشی کے حرام ہونے) کا حکم تدریجی طور پر نازل ہوا ہے چنانچہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو اس وقت تک جب تک تم زبان سے جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے نہ لگو نماز کے قریب نہ جاؤ اور جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک غسل نہ کر لو۔ (النساء:۴:۴۳)

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

ترجمہ: لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے۔ مذکورہ بالا آیت کے نزول کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں شراب سے نفرت پیدا ہو جائے اس آیت نے اپنا اثر دکھایا اور مسلم معاشرے کے اکثر افراد شراب سے احتراز برتنے لگے تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: اے ایمان والو! واقعی بات یہ ہے کہ شراب اور جوا اور بتوں کے تھان فال کھولنے کے تیر یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں لہذا ان سے بچتے رہو شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔ (المائدہ:۹۰)

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignments.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد شراب قیامت تک کیلئے حرام قرار دے دی گئی حضورﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: کوئی شخص جس وقت شراب پی رہا ہو وہ مومن نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباسؓ نے حضورﷺ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ:

ترجمہ: بلاشبہ جس نے انگوروں کو ایام قطف (پھل توڑنے کے ایام) میں روکا (انکا ذخیرہ کیا) یہاں تک کہ اسے بیچا تا کہ اس سے شراب کشید کی جائے تو پس اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔

ایک اور حدیث ہے کہ:

بلاشبہ نبی کریمﷺ نے شراب کے بارے میں دس قسم کے لوگوں پر لعنت فرمائی شراب بنانے والا، شراب بنوانے والا، شراب پینے والا، شراب پلانے والا، شراب رکھوانے والا، شراب رکھنے والا شراب بیچنے والا، شراب خریدنے والا، شراب اٹھانے والا اور جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی ہو۔

نیز رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

☆خمر کے معنی:

قرآن کریم میں اور احادیث نبویﷺ میں شراب کیلئے خمر کا لفظ آیا ہے خمر لغت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پردہ ڈال دے اور شراب چونکہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اس لیے خمر کہلاتی ہے اصطلاح میں امام مالک، امام شافعی، اور امام احمدؒ کے نزدیک ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو خواہ وہ انگور کا رس ہو یا کھجور، گندم، جو، چاول اور کشمش کا شیرہ ہو سب شراب کے حکم میں داخل ہیں اور اس کی تھوڑی اور زیادہ مقدار دونوں حرام ہیں خواہ وہ نشہ پیدا کرے یا نہ کرے رسول اللہﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس شے سے نشہ ہو جاء اس کی کم یا زیادہ مقدار حرام ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف مندرجہ ذیل مشروبات خمر کے حکم میں داخل ہیں (یعنی ان کی تھوڑی یا زیادہ مقدار ہو) حرام ہیں اور ان کے پینے والے پر حد جاری ہوگی۔

الف) انگور کا شیرہ جب وہ پک کر تیز ہو جائے اور اس پر جھاگ آ جائے۔

ب) انگور کے شیرے کی طرح پکایا کائے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جائے اور وہ نشہ آور ہو جائے۔

ج) کچی یا نیم پکی کھجوروں کا شیرہ جب وہ پک کر تیز ہو جائے اور اس پر جھاگ آنے لگے۔

ان کے علاوہ گندم، جو، چاول کے وہ مشروبات جو نشہ آور ہوں حلال ہیں چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مذکورہ بالا اشیاء سے تیار کیے ہوئے مشروبات اس وقت حکم میں شامل نہ ہوں گے جب تک وہ نشہ نہ پیدا کر دیں امام صاحب کی دلیل یہ حدیث ہے:

ترجمہ: شراب تو بعینہ حرام ہے اس کے علاوہ ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو حرام کر دیا گیا ہے

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے انگور اور کھجور کے درختوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شراب ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے۔

ایک شخص حضرت عمر کا رفیق سفر تھا دونوں حضرات روزہ دار تھے افطار کے وقت اس شخص نے نبیذ پی اور اسے نشہ آ گیا تو حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری کر دی اس نے عرض کیا کہ:

میں نے تو آپ ہی کے مشکیزے سے نبیذ نکال کر پی تھی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے نبیذ پینے کی وجہ سے تیرے اوپر حد نہیں لگائی بلکہ اس نشے کی وجہ سے حد لگائی جو نبیذ کو زیادہ مقدار میں پی لینے کے سبب پیدا ہو گیا۔

☆شراب نوشی کی سزا:

رسول اللہﷺ نے شراب نوشی پر کوڑے مارنے کی سزا دی چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

نبی کریمﷺ کے پاس ایک شرابی شخص کو لایا گیا تو آپﷺ نے تقریباً چالیس کوڑوں کی سزا دی۔

نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ آپﷺ نے فرمایا:

جو کوئی شخص بھی شراب پیئے اسے کوڑے مارو پھر پیئے تو کوڑے مارو اگر چوتھی مرتبہ اعادہ عام کرے تو اسے قتل کر دو راوی کہتے ہیں کہ ایک شخص شراب نوشی کے ارتکاب میں لایا گیا آپﷺ نے اسے کوڑوں کی سزا دی پھر چوتھی مرتبہ لایا گیا تو آپﷺ نے کوڑوں کی سزا دی اور اسے سزائے قتل معاف کر دی گئی حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کے مشورے سے اسی درے سزا مقرر کی اس مشورے کے موقع پر حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا کہ:

حدود میں سب سے کم حد قذف ہے اسی کوڑے اس لیے شراب نوشی کی حد بھی آپ اسی کوڑے مقرر فرما دیں۔

حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ: انسان جب نشے میں ہوتا ہے تو وہ گالی گلوچ بکنا شروع کر دیتا ہے اور گالی گلوچ قذف تک بھی پہنچ جاتی ہے اس لیے شراب نوشی کی حد بھی وہی ہونی چاہیئے جو قذف کی ہے جب صحابہ کرامؓ اس امر پر متفق ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرما دیا کہ شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے ہے اور اسی تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

چوری یا جرم سرقہ کا نصاب: کسی عاقل، بالغ شخص کا کسی دوسرے شخص کی ایسی چیز کو جس کی مالیت دس درہم یا اس سے زائد ہو اور وہ چیز کسی محفوظ جگہ رکھی ہوئی ہو۔خفیہ طریقہ سے چوری کر لینا ''سرقہ'' کہلاتا ہے۔

جرم سرقہ کا نصاب اور سزا: اسلامی شریعت میں ہر قطع ید (ہاتھ کاٹنے کی سزا) نہیں دی جائے گی بلکہ سزا کے جاری کرنے کے لیے ضروری یہ ہے کہ ایک متعین مالیت کی جاری کی گئی ہو۔اس متعین مالیت کا فقہی عنوان نصاب ہے اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث نبوی حدیث ﷺ ہے۔

انا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالا لا نقطع ید السارق الا فی ربع دینار

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار سے کم مالیت کی چوری میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

نیز حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

کان رسول اللہ علیہ وسلم یقطع ید اسارق فی ربع دینار فصا عدا .

حضور چوتھائی دینا یا اس سے زیادہ کی مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

تقطع ید السارق فی ربع دینار ''چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار کی چوری میں کاٹا جائے۔''

مزید برآں یہ کہ تمام صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حد کے اجراء میں نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔

نصاب کی مقدار: حنفی فقہاء کے نزدیک نصاب کی مقدار دس درہم ہے جس کی مالیت پاکستانی اوزان کے اعتبار سے ساڑھے چار ماشہ چاندی یا اس کی قیمت بنتی ہے۔ان کی دلیل یہ احادیث ہیں۔

1۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ

انہ علیہ اصلوۃ وسلام کان لا یقطع الا فی ثمن مجن وھو یومئذ یساوی عشرۃ ذراھم.

آپ ﷺ ایک ڈھال کی قیمت کی مالیت سے کم قطع ید نہیں فرماتے تھے اور اس وقت ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔

2۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

لا تقطع الید الا فی دینار اوفی عشرۃ ذراھم. ''ایک دینار یا دس درہم (کی مالیت سے کم کی چوری میں) ہاتھ نہ کاٹا جائے۔''

3۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا یقطع السارق الا فی ثمن المجن وکان یقوم یومئذ بعشرۃ ذراھم .

چور کا ہاتھ ایک ڈھال سے کم کی مالیت کی چوری میں نہ کاٹا جائے اور اس زمانہ میں ایک ڈھال دس درہم میں آتی تھی۔

دس درہم کی قیمت کے تعین میں اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو سرقہ کے وقت رائج تھی اور ہاتھ کاٹنے کے وقت چوری شدہ مال میں کوئی خرابی پیدا ہو جانے کے باعث قیمت کم ہو جائے تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ جس وقت چوری کی جائے اس وقت اس چیز کی قیمت نصاب کے برابر ہو لیکن حد جاری کرنے کے وقت بھاؤ گر جانے کی وجہ سے چوری شدہ چیز کی قیمت نصاب سے کم ہو جائے تو پھر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

جرم سرقہ کی سزا: اسلامی شریعت میں چوری کی سزا قطع ید ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سالسارق واسارقۃ فاقطعو ایدیھما جزآ ء بما کسبا نکلاً من اللہ واللہ عزیز حکیم.

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ المائدہ ۳۸۔

سرقہ دیگر کبائر کی طرح کبیرہ گناہ ہے۔

عن امن اعباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن. حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت زانی زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری میں مشغول ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ایک مرتبہ قریش کی ایک عورت نے چوری کی تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری فرمایا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس / مشقوں کے لیے آج ہی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551 کاشف احمد

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

عن عائشة ان قريشا اهمهم شان المراة المخز ومية التى سرقت فقا لو من يكلم فيها رسول الله ﷺ فقالو ا ومن يجترى عليه الا اسامة بن زيد حب رسول الله ﷺ فكلمه اسامة فقال رسول الله ﷺ اشفع فى حد من حدود الله ثم قام فخطب فقال يا ايها لناس انما ضل من قبلكم انهم كانو اذا سرق الشريف تركوه واذا سرق الضعف فيهم اقامو عليه الحدً وايم الله لو انَّ فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها. (مسلم باب الحدود)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک ایسی عورت نے جس نے چوری کی تھی قبیلہ قریش کے لوگوں کو سخت اضطراب میں مبتلا کر دیا تھا۔انہوں نے کہا کہ اس عورت کی سفارش کے سلسلے میں حضرت اسامہ بن زید کے سوا نہ تو کوئی دوسرا آپ ﷺ سے گفتگو کر سکتا ہے اور نہ کسی کو اس کی جرات ہوگی لہذا وہ سفارش کریں کیونکہ وہ آپ ﷺ کے لاڈلے ہیں۔حضرت اسامہؓ نے آپ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں گفتگو کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے نفاذ کو روکنے کی سفارش کرتے ہو اس کے بعد آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لوگو تم سے پہلے کی امتیں اس لیے گمراہ ہوگئیں تھیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو وہ لوگ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور اور غریب چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں محمد ﷺ اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

چوری کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد جب شرعاً حد واجب ہو جائے تو چور کا داہنا ہاتھ ہتھیلی کے جوڑ سے کاٹ دیا جائے اور خون بند کر کے لیے اسے داغ دیا جائے (یا جس طرح سے بھی خون بند ہو سکتا ہو بند کر دیا جائے) اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے تو اس وقت تک قید میں ڈال دیا جائے جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔پاؤں ٹخنے سے کاٹے جائیں۔حضرت عمرؓ نے اسی طرح سزا جاری فرمائی۔اگر سارق کا بایاں ہاتھ ناکارہ ہو یا کٹا ہوا ہو یا داہنا پاؤں مقطوع ہو تو پھر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لیے کہ داہنا ہاتھ قطع کر دینے سے سارق اپنی ضروریات کو پورا کرنے سے بھی معذور ہو جائے گا اور ایسے کرنا اتلاف کے زمرے میں آتا ہے۔البتہ جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرے اس وقت تک اسے قید میں رکھا جائیگا۔

چور بالغ اور عاقل ہو: قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کی سزا کے یے ضروری ہے کہ عاقل اور بالغ ہو چنانچہ نابالغ اور پاگل پر حد قطع جاری نہیں ہوگی۔اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔

1۔ نابالغ جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔

2۔ پاگل سے جب تک وہ صحت یاب نہ ہو جائے۔

3۔ سویا ہوا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ نابالغ اور پاگل دونوں مرفوع القلم (غیر مکلف) ہیں چوری کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ان پر جاری کر کے حدیث کی مخالف لازم آئے گی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنا اور سزا کے لیے جرم کا ہونا ضروری ہے اور دونوں کے فعل پر جرم کا اطلاق نہیں ہوتا۔اس لیے ان پر دیگر حدود کی طرح چوری کی حد بھی جاری نہ ہوگی۔البتہ ان پر چوری کا تاوان عائد ہوگا کیونکہ مال کا تاوان عائد ہونے کے لیے جرم شرط نہیں ہے اگر چور ایسا شخص ہو جس پر کبھی جنون کا دورہ پڑتا ہو اور کبھی تندرست ہو جاتا ہو تو اگر اس نے جنون کی حالت میں چوری کی تو اس پر چوری کی حد جاری نہیں ہوگی اور اگر تندرستی کی حالت میں چوری کی تو قطع ید کی سزا جاری کی جائے گی۔

سوال نمبر 3: تعزیرات سے کیا مراد ہے؟ حدود اور تعزیر میں فرق کو تفصیل سے واضح کریں۔اسلامی قانون میں تعزیری سزا دینے کا طریقہ کار کیا ہے؟ قاضی کو سزا دینے میں کتنی صوابدید حاصل ہوتی ہے؟

جواب: شرعی قانون نے ''جرم وسزا'' کا جو ضابطہ مقرر کیا ہے اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت میں سزائیں تین طرح کی ہیں۔

1) وہ سزائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے متعین کر دیا ہے مگر ان کے اجزاء کو خود بندوں پر چھوڑ دیا ہے ان میں کسی خارجی طاقت جیسے حاکم یا حکومت کو دخل انداز ہونے کا حکم نہیں ہے،شریعت نے اس طرح کی سزا کا نام کفارہ رکھا ہے جیسے قسم کی خلاف ورزی یا رمضان میں بلا عذر شرعی روزہ توڑ دینے کا نام کفارہ! جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(2) وہ سزائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں، ان سزاؤں کو جاری کرنے کا اختیار تو حاکم یا حکومت کو ہے مگر ان میں قانون سازی کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے، اس طرح کی سزا کو شریعت میں "حد" کہتے ہیں جیسے چوری، زنا، اور شراب نوشی کی سزائیں۔

(3) وہ سزائیں جنہیں کتاب وسنت نے متعین تو نہیں کیا ہے مگر جن برے کاموں کی یہ سزائیں ہیں ان کو جرائم کی فہرست میں داخل کیا ہے اور سزا کے تعین کا مسئلہ حاکم یا حکومت کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ موقع محل اور ضرورت کے مطابق سزا خود متعین کریں گویا اس قسم کی سزاؤں میں حکومت کو قانون سازی کا حق بھی حاصل ہے مگر اس دائرہ کے اندر رہ کر جو شریعت نے متعین کر رکھا ہے اس طرح کی سزا شریعت میں "تعزیر" کہلاتی ہے۔

حدود اللہ: وہ ہمیشہ کے لئے مقرر کردہ چند جرائم کی سزائیں جن کا ذکر قرآن وسنّت میں آتا ہو، جن میں (سفارش وترمیم) سے تبدیلی کا حق کسی (نبی) کو بھی نہیں ہے۔

تعزیرات: تعزیر لفظ "عزر" سے ماخوذ ہے، جس کی معنی "منع / باز رکھنا، واپس کرنا" ہے۔ فقہی اصطلاح میں حدود کے سوا بقیہ جرائم کی سزاؤں کو کہا جاتا ہے، جن کا تعین وقت کے حاکم / قاضی کی مرضی پر چھوڑ دی گئی ہوں (یہ قرآن مجید سے مقرر و متعین نہیں، سنّت سے ان سازوں میں کمی وزیادتی ثابت ہے) میں (عمیر بن سعد نخعی) نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں جس شخص پر حد قائم کروں اور وہ مرجائے تو مجھ کو رنج نہ ہوگا، بجز شراب پینے والے کہ اگر وہ مرجائے تو میں اس کی دیت دوں گا کیونکہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ (بلکہ اس کو حاکم کی رائے پر چھوڑا)۔ [صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1696 (6407)۔

حدود اللہ اور تعزیرات میں فرق:

(1) حد، حقوق اللہ میں سے ہے، جس میں کسی بندے کو تصرف (ترمیم وتبدیلی) کی اجازت نہیں، جبکہ تعزیرات حقوق العباد میں سے ہے، جس میں معافی / تبدیلی، زیادتی / کمی کی جاسکتی ہے۔

چونکہ "قصاص" بھی بندہ کا حق ہے کہ وہ اپنے اختیار سے مجرم کو معاف کرسکتا ہے اس لئے اس کو بھی "حد" نہیں کہا جاتا؛ اس لئے قصاص وحد کے درمیاں فرق یہ ہے کہ قصاص میں مقتول کے والی قاتل کو معاف کریں تو حاکم کو سزا نافذ نہیں کرنی، جبکہ حدود (مثلاً: زنا) میں معاملہ پہنچ جانے (اور سچ ثابت) ہونے کے بعد حاکم پر نافذ کرنا لازم ہے، معافی کا اختیار نہیں۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آپس میں اپنی حدود کو معاف ومحو کر دیا کرو اس سے پہلے کہ ان کی خبر مجھ تک پہنچے ہاں اگر اطلاع مجھ تک پہنچ جائے گی اور وہ ثابت ہو جائے گا تو پھر اس پر حد جاری کرنا واجب یعنی فرض ہو جائے گا۔" (ابوداؤد، نسائی) مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 725 (39933)

تشریح: حدود کو معاف ومحو کر دیا کرو یہ دراصل عوام سے خطاب ہے چنانچہ ان کو اس احسان کی تلقین کی جاری ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص سے کوئی گناہ جرم سرزد ہو جائے تو اس کا قضیہ حاکم کے سامنے نہ لے جاؤ بلکہ اس سے درگذر کرو۔ ہاں اگر وہ قضیہ حاکم کے پاس پہنچ جائے گا تو پھر حاکم کے لئے یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ اس کو معاف کر دے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد اگر جرم کی اطلاع مجھ تک پہنچ جائے گی کے ذریعہ اسی کو واضح کیا ہے کہ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ قضیہ حاکم کے پاس پہنچ جائے اور اس میں حد واجب ہوتی ہو تو اس حد کو معاف کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہوگا۔

حدیث کا مطلق مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر کسی مملوک (غلام یا لونڈی) سے اس قسم کا کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے آقا کو نہ تو خود اس مملوک پر حد جاری کرنا چاہئے اور نہ اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اس مملوک کو حاکم کے سامنے پیش کرے بلکہ چاہئے کہ وہ اس کو معاف کر دے۔ یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ حدیث میں "معاف کرنے" کا حکم دیا گیا ہے وہ وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ استحباب کے طور پر ہے۔

قتل کی حرمت قرآن کریم میں: شریعت اسلامیہ میں جتنی تاکید کے ساتھ انسان کے قتل کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے، عصر حاضر میں اس کی اتنی ہی بے حرمتی ہو رہی ہے، چنانچہ معمولی معمولی باتوں پر قتل کے واقعات روزانہ اخباروں کی سرخیاں بنتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان دنوں بعض مسلمان بھی اس جرم کا ارتکاب کبھی کبھی دینی خدمت سمجھ کر کر جاتے ہیں، حالانکہ قرآن وحدیث میں کسی انسان کو ناحق قتل کرنے پر ایسی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں جو کسی اور جرم پر بیان نہیں ہوئیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی انسان کو ناحق قتل کرنا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔

قتل شبہ عمد کی تعریف: قتل شبہ عمد وہ ہے جو قصداً تو ہو مگر ایسے آلہ سے نہ ہو جس سے عموماً قتل کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کو ایک پتھر پھینک کر مارا اور وہ اس کی وجہ سے مر گیا۔

فقہائے کرام کے نزدیک قتل شبہ عمد کی تعریف: فقہائے کرام نے قتل شبہ عمد کی تعریف یوں کی ہے: "کوئی کسی کو ناحق یا تادیباً سزا دینے کی خاطر ایسی شے سے ضرب لگائے جس سے عموماً آدمی مرتا نہ ہو لیکن وہ مر جائے۔"

قتل شبہ عمد کا حکم: اگر کسی شخص نے کسی شخص کو ایسی چیز ماری جس سے عام طور پر قتل نہیں کیا جاتا ہے مثلاً پتھر، ڈنڈا، گھونسا، کوڑا وغیرہ مگر وہ اس کی وجہ سے مر گیا تو یہ بھی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے ماسٹرز ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

قتل ہوگا،لیکن اس قتل پر قصاص نہیں آئے گا،البتہ یہ بھی بڑا گناہ ہے کیوں کہ اس میں قصد پھر بھی ہے،اگر چہ قتل عمد سے کم ہے۔اس کے علاوہ مقتول کے ورثاء کو دیت لینے کا حق حاصل ہوگا۔اگر فریقین راضی ہیں تو دیت سے کم یا زیادہ قیمت پر بھی صلح کر سکتے ہیں۔

جنایات کی اس قسم کو شبہ عمد اس لیے کہا جاتا ہے کہ جنایت کرنے والے نے سزا دینے کا تو ارادہ کیا تھا لیکن قتل کرنا مقصد نہ تھا۔ابن رشد رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’جس شخص نے کسی کو ایسی شے سے ضرب لگائی جس سے عام طور پر آدمی قتل نہیں ہوتا لیکن وہ مر گیا تو اس کا حکم قتل عمد اور قتل خطا کے درمیان ہے۔وہ قتل عمد ہے کیونکہ اس کا مقصداً سے ہتھیار سے ضرب لگانا اور قتل خطا بھی ہے کیونکہ اس سزا سے اس کا مقصد قتل کرنا نہ تھا۔"

شبہ عمد کی چند مثالیں: شبہ عمد کی چند مثالیں یہ ہیں کسی کو کوڑا مارا گیا یا چھوٹی لاٹھی سے ضرب لگائی (جس سے عادتاً انسان قتل نہیں ہوتا) مکا یا تھپڑ مارا اس کے سا اپنا سر ٹکرایا جس کے نتیجے میں وہ مر گیا تو یہ شبہ عمد ہے۔اس صورت میں قصوروار کے مال میں سے کفارہ دینا لازم آتا ہے اور وہ ہے غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا۔اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا ہے جیسا کہ قتل خطا میں واجب ہوتا ہے اور شبہ عمد میں قتل خطا کی نسبت بھاری دیت ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ہذیل قبیلے کی دو عورتیں باہم لڑ پڑیں تو ایک نے دوسری کو پتھر مارا جس سے وہ عورت اور اس کے پیٹ میں موجود بچہ دونوں ہی مر گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے عصبہ ادا کریں۔اس روایت سے ثابت ہوا کہ قتل شبہ عمد میں قصاص نہیں ہوتا نیز اس کی دیت قصوروار کے عاقلہ (عصبہ) پر ہے۔

ابن منذر رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دیت عاقلہ پر ہے۔اور ابن قدامہ رحمہ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے۔

سوال نمبر4: اسلامی قانون میں انفرادی اور اجتماعی جرائم کی تعریف کریں اور ان کے درمیان فرق کو واضح کریں۔تعزیری قوانین کے تحت دیوانی (رسول معاملات میں سزائیں کس طرح دی جاتی ہیں؟ تفصیل سے وضاحت کریں۔(20)

جواب: قابل تعزیر جرائم سے مراد: مالی جرائم دو جرم سرقہ (چوری) اور قطع الطریق (رہزنی، ڈکیتی) ایسے جرم ہیں۔جن پر شریعت نے مقررہ سزائیں تجویز کی ہیں۔سرقہ میں جرم مالی ہوتا ہے۔اس طرح راہزنی میں بھی مجرم کے پیش نظر اصل مقصد مال کا ہتھیانا ہوتا ہے۔اس لئے بعض فقہاء نے عام چوری کو ’’سرقہ صغریٰ‘‘ اور راہزنی ’’سرقہ کبریٰ‘‘ کہا ہے۔یہ دونوں جرائم حدود میں شامل ہیں۔لیکن چونکہ ہمارا موضوع مالی جرائم میں تعزیری سزاؤں سے متعلق ہے۔لیکن تعزیری سزا قائم رہتی ہے۔موجب تعزیر سرقہ اور موجب تعزیر راہزنی کے علاوہ متعدد ایسے مالی جرائم ہیں۔جن میں اسلامی قانون نے کوئی سزا مقرر نہیں کی۔اس لئے یہ دو امور پر مشتمل ہوگا۔

اول: قابل تعزیر سرقہ اور اس سے متعلق جرائم۔ **دوم:** قابل تعزیر راہزنی اور اس سے متعلق جرائم۔

راہزنی کی سزا: راہزنی اور ڈکیتی کی سزا قرآنی نص سے ثابت ہے۔اس جرم میں نفاذ سزا کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

1۔ راہزن بالغ مرد ہو۔
2۔ متضرر (یعنی جس کے خلاف ارتکاب جرم کیا جائے وہ مسلمان یا ذمی ہو اور متعلقہ مال جائز طور پر اس کے قبضے میں آیا ہو۔
3۔ راہزن متضرر کے محرمات میں سے نہ ہو۔
4۔ متعلقہ مال معصوم اور محفوظ مالیت رکھتا ہو متضرر کی ملکیت ہو، ملکیت میں کوئی شبہ نہ ہو، نصاب کے برابر ہو۔
5۔ راہزنی کا ارتکاب شہر سے باہر کسی مقام پر کیا گیا ہو۔

راہزنی کے احکام: اس طرح چند صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ **نابالغ راہزن:** اگر راہزن نابالغ ہو تو اس پر حد جاری نہ ہوگی کیونکہ اس نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس میں حد واجب نہیں ہے۔اسے تعزیری سزا ضروری دی جائے گی۔رہے وہ بالغ لوگ جو اس نابالغ کے ساتھ شریک جرم تھے تو امام ابو حنیفہ اور امام زفر رحمہما اللہ کے نزدیک ان پر بھی حد واجب نہ ہوگی لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی رائے میں اگر راہزنی کا ارتکاب براہِ راست نابالغ نے کیا ہو اور اس نے مال لیا ہو تو کسی پر حد نہ ہوگی۔ہاں اگر نابالغ کے علاوہ بالغ لوگوں نے بھی اس میں حصہ لیا تو بالغوں پر حد جاری ہوگی اور نابالغ پر حد تعزیری سزا ہوگی۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ جرم ایک ہے اور سب نے مل کر اس کا ارتکاب کیا ہے۔حق میں شبہ سب کے حق میں شبہ ہوگا اور کسی پر حد نافذ نہ ہوگی۔صرف تعزیری سزا دی جائے گی کیونکہ سب کے لیے یاک ہی شرعی حکم ہے۔

2۔ **عورت راہزن:** اگر راہزنی میں مردوں کے ساتھ عورت بھی شامل ہو تو اس کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے۔احناف کا کہنا ہے کہ مردوں کے علاوہ اگر عورت خود اپنے بل بوتے پر راہزنی میں شریک ہو اور مال ہتھیا لے تو اس پر حد کا اجراء نہ ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک کسی راہزن پر حد کے اجراء کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مرد ہو البتہ عورت کو تعزیری سزا دی جائے گی۔احناف میں امام طحاوی رحمہ اللہ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ راہزنی میں مردوں اور عورتوں کے لیے ایک ہی سزا ہے۔اس لیے آیت کے مفہوم کے مطابق مرد اور عورت دونوں پر حد کا اجراء ہوگا۔یہ تو عورت کا حکم ہے،رہے وہ مرد جو اس عورت کے ساتھ راہزنی میں شریک تھے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک ان پر بھی حد جاری نہ ہوگی۔خواہ وہ مرد اس عورت کے ساتھ ارتکاب جرم میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

شریک ہوئے یا نہیں ہوتے ہاں انہیں اس جرم کی تعزیری سزا ضروری جائے گی۔ امام یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کے علاوہ دوسرے مرد مجرموں پر حد کا اجراء ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''راہزنی میں مرد اور عورت دونوں کا حکم یکساں ہے لہذا عورت پر راہزنی کی سزا کا اجراء ہوگا بشرطیکہ اس جرم میں حد جاری کرنے کی دوسری ضروری شرائط پوری ہو رہی ہوں۔'' مشہور حنبلی فقیہا ابن قدامہ اپنی تالیف ''المغنی'' میں لکھتے ہیں: ''راہزنی میں عورت اور مرد کا حکم ایک ہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عورت پر حد سرقہ کا اجراء ہوتا ہے اس لیے راہزنی میں بھی اس پر مردوں کی طرح حد جاری ہوگی اور اسے نابالغ اور مجنوں پر قیاس نہ کیا جائے گا کیونکہ وہ مکلّف ہے اور اس پر تمام حدود کا اجراء واجب ہے۔'' (ج ۱۰، ص: ۳۱۹) ہمارے خیال میں قابلِ ترجیح رائے یہی ہے کہ اس معاملے میں عورت اور مرد میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ راہزنی کے بنیادی عناصر غلبہ اور جبر جو بالعموم مردوں کے اندر پائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری نیں کہ عورت کے اندر نہ پائے جاتے ہیوں۔ خصوصاً جدید دور میں جب عورت بھی اسلحہ استعمال کرسکتی ہے اور اس کے نتیجے میں اس جرم کا ارتکاب آسانی سے کرسکتی ہے۔

3۔ **حربی اور مستامن:** راہزنی کے نفاذِ حد کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ متاثرہ شخص مسلمان یا ذمی ہو۔ حربی اور مستامن نہ ہو احناف کے نزدیک حربی یا مستامن کا مال لوٹنے والے راہزن پر حد جاری نہ ہوگی بلکہ انہیں تعزیری سزا دی جائے گی۔ حنفی عالم سرخسی اپنی مشہور تالیف ''المبسوط'' میں رقم طراز ہیں: اگر راہزنی کا ارتکاب کسی ایسے شخص یا اشخاص کے خلاف ہوا جو حربی ہوں اور دارالسلام میں مستامن ہو (یعنی ویزا لے کر) آئے ہوں تو ایسے مجرموں پر حد کی سزا کا اجراء نہ ہوگا کیونکہ ایسے اخاص کے اموال کے مباح ہونے کا حقیقی سبب یعنی ان کا حربی ہونا تو بہرحال موجود ہے۔ یہ اباحت اگرچہ ان کے دارالحرب کے اندر واپس ہو جانے تک موقوف اور موخر ہے لیکن حربی اور مستامن کے خلاف راہزنی کرنے والوں کو مال کا تاوان دینا ہوگا اور جو افراد قتل ہوئے ہیں ان کی دیت ادا کرنی ہوگی کیونکہ مستامن کے خون مین بھی شبہ موجود ہے وہ دارالحرب میں جا سکتا ہے لہذا اس شبہ کی وجہ سے قتل کی سزا تو ساقط ہو جائے گی۔ البتہ مجرمین کو مالی تاوان دینا ہوگا کیونکہ مالی تاوان شبہ کی صورت میں واجب ہوتا ہے تاکہ لوگوں کے مال محفوظ رہیں۔ البتہ انہیں اس لیے دردناک تعزیری سزا دینا ضروری ہے کہ انھوں نے راہزنی کے ذریعے لوگوں کو حراساں کیا۔ اگر متاثرہ افراد ایک سے زائد ہوں وہ سب کے سب مستامن حربی ہوں یا ان کے ساتھ مسلمان شریک سفر ہوں ان سب کے خلاف مجرم کا ارتکاب کیا گیا ہو تو دونوں صورتیں میں تعزیری سزا دی جائے گی۔

4۔ **مال کا قبضہ درست نہ ہو:** راہزنی کی سزا کے اجراء کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ مال جائز طور پر متاثرہ شخص کے قبضے میں ہو اگر راہزنی کی زد میں آنے والا مال ایسا ہو جس پر متاثرہ شخص کا قبضہ درست نہ ہو تو بھی مجرموں کو حد کی سزا نہ دی جائے گی مثلاً اس شخص نے چوری، ڈکیتی وغیرہ کے ذریعے مال حاصل کیا ہو۔

5۔ **راہزن کا محرمات میں سے ہونا:** اگر راہزنوں میں کوئی ایک شخص متاثرین میں سے کسی ایک کے محرم رشتہ داروں میں سے ہو تو بھی اس صورت میں انہیں تعزیری سزا دی جائے گی۔ اس رشتہ دار پر سے تو حد اس لیے ساقط ہوگی کہ راہزنی کی زد میں آنے والے مال میں شبہ ملکیت موجود ہے۔ اور دوسرے مجرم اس لیے سزائے حد سے بچ نکلیں گے کہ انہوں نے جس جرم میں شرکت کی ہے کم از کم اس کے ایک مجرم کے حق میں شبہ پیدا ہو گیا ہے، چونکہ سب کا جرم ایک ہے اور سب کے لیے ایک ہی حکم ہے اس لیے ایک کا شبہ کے حق میں شبہ شمار ہوگا۔

6۔ **مال کی شرائط:** اجرائے حد کے لیے محل جرم یعنی مال کا معصوم ہونا بھی شرط ہے معصوم مال ہوتا ہے جس کو لینے کا کسی کو نہ ہونا اور نہ کوئی شخص اس مال کو لینے کے لیے کوئی تاویل کرسکتا ہو۔ اگر مال نہ ہو تو حد نافذ نہ ہوگی اسی طرح جب مال کسی کی ملکیت ہی میں نہ ہو یا راہزن اس میں شریک ہو یا اس کے لیے ملکیت کی تاویل کی گنجائش ہو یا شبہ ملکیت ہو یا مال محفوظ نہ ہو۔ مال محفوظ ہونے کی مثال یہ ہے کہ قافلہ محوِ سفر ہے اور دورانِ سفر خود اس قافلے کے کچھ لوگ دوسروں کے خلاف راہزنی کا ارتکاب کر ڈالیں اس طرح محفوظ جگہ اور حفاظت کی شرط مفقود ہو جائے گی کیونکہ یہاں تو ''حرز'' قافلہ ہی ہے لیکن ان تمام صورتوں میں حد کا نفاذ نہ ہوگا۔ البتہ تعزیری سزا ضروری جائے گی۔ کیونکہ معصیت کا ارتکاب ہوا ہے لیکن اس میں قطع طریق کی حد کا اجراء کسی جوہ سے نہ ہوسکا۔ یہ رئاے احناف شوافع اور حنابلہ کی ہے، اس کے برعکس امام مالک رحمہ اللہ راہزنی میں مال کی محفوظیت کو شرط قرار نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک راہزنی کی زد میں اگر غیر محفوظ اور متروک مال بھی آجاتا ہے تو بھی راہزنوں پر حد جاری کی جائے گی۔ علاوہ ازیں امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک راہزنی میں اجرائے سزا کے لیے نصاب شرط نہیں ہے فقہ مالکی کی مشہور کتاب ''المدونۃ الکبریٰ'' میں ہے: ''اگر راہزن نصاب قطع ید سے بھی کم قیمت کا مال لیں تو راہزنوں پر حد جاری ہوگی۔ راہزن کم مال حاصل کریں یا زیادہ اس کا ایک ہی حکم ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ مجرم اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے خلاف بغاوت میں ملوث ہے امن و امان کو خراب کیا ہے نیز زمین میں فساد پھیلا ہے۔ اس لیے اس کا جرم قرآنی آیت کے عمومی مفہوم میں داخل ہے۔

7۔ **ارتکاب جرم شہر میں ہو:** ایک شرط یہ بھی ہے جرم کا ارتکاب شہری آبادی میں نہ ہوا ہو بلکہ آبادی سے دور صحرا یا جنگل میں ہوا گر جرم کا ارتکاب شہری آبادی میں ہوا ہو، رات کو یا دن کو ہتھیاروں سے ہو یا بغیر ہتھیاروں کے تو مجرموں پر حد نہیں بلکہ تعزیری سزا دی جائے گی۔ یہ رائے احناف میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کی ہے لیکن امام یوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ ہر صورت میں حد واجب ہے۔ جمہور فقہاء عدم حد کو استحسان سمجھتے ہیں جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ قیاس حد کو واجب قرار دیتے ہیں۔ قیاس کی وجہ سے ہے کہ حد کا سبب راہزنی ہے جو شہر کے اندر اور شہر کے باہر دونوں جگہ موجود ہے اس لیے حد واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استحسان اس لیے ہے کہ راہزنی سطع طریق حقیقتاً آبادی سے دور ممکن ہے یعنی ایسے راستے میں سفر کرنا جہاں پر اگر راہگیر پر حملہ کیا جائے تو وہ نہ خود

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آج ہی کمپوزر سے رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دفاع کر سکے اور نہ ہی کسی کو اپنی مدد کے لیے بلا سکے۔ جب کہ شہروں اور آبادیوں میں جہاں اپنے دفاع کے ساتھ کسی کو اپنی مدد کے لیے بلایا جا سکتا ہے، وہاں ڈکیتی ممکن نہیں اس لیے حد واجب نہیں ہے۔

سوال نمبر 5: اسلامی قانون میں سرقہ، ڈاکہ، اور خیانت میں فرق کیا ہے؟ ان پر عائد سزائیں کن اصولوں پر مبنی ہیں؟ (20)

جواب: داخلی و اخلاقی جرائم اور اس کی تعزیری سزائیں۔ شریعت اسلامیہ میں بعض انفرادی جرائم ایسے ہیں جن کی سزا مقرر نہیں ہے۔ لیکن ان سے نظام تمدن میں خلل پڑتا ہے، معاشرے کا سکون پامال ہوتا ہے اور افراد عدم تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا شریعت نے ایسے جرائم کی سزا حکام کی صوابدید پر چھوڑ دی ہے۔ ایسے جرائم بے شمار اور مختلف النوع ہیں۔ مسلمان فقہاء نے ایسے تمام جرائم سے بحث کی ہے اور ان کے مجرموں کے لیے تعزیری سزائیں تجویز کی ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

1- جھوٹی شہادت: جھوٹی شہادت بھی ان کبیرہ گناہوں میں داخل ہے جنہیں شریعت اسلامیہ نے حرام قرار دیا ہے۔ قرآن وسنت میں اس کی حرمت اور مذمت آئی ہے۔

فاجتنبوا الرجس من الا وثان و جتنبو قول الزور الحج، ۲۲:۳۰

یعنی تم بت پرستی کی آلودگی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹی بات کو بت پرستی کے زمرے میں رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹی شہادت کو جرم عظیم قرار دیا گیا ہے

نیز دوسری جگہ فرمایا:

یا یھا الذین ء امنو کونو قوٰمین بالقسط شھدآ ء للہ ولو علیٰ انفسکم او لوٰلدین والآقربین (ج) ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ بھما (ط) فلاتتبعو ا الھوی ٓ ان تعدلو و ان تلو او تعرضو فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (۱۳۵)

اے مومنو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو، خواہ اس میں تمہارا یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کا نقصان ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر اللہ ان کا خیر خواہ ہے تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا، اگر تم کجی کرو گے یا گواہی سے بچنا چاہو گے تو جان لو! اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے بخوبی واقف ہے۔ (النساء، ۴:۱۳۵)

مزید فرمایا: والذین لا یشھدون الزور اور وہ لوگ جو جھوٹ گواہی نہیں دیتے۔ الفرقان، ۲۵:۷۲

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الا انبئکم باکبر الکبائر کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں۔

صحابہ نے کہا "ہاں" یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ سے شرک کرنا، والدین کی نافرمانی، آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور تین دفعہ فرمایا:

الا وقول الزور وشھادۃ الزور

خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی اور بار بار آپ یہی فرماتے رہے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور تین دفعہ فرمایا: ایھا الناس عدلت شھادۃ الزور اشرا کا باللہ

اے لوگو! جھوٹی گواہی دینا اللہ کا شریک بنانے کے برابر ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

فاجتنبو الرجس من الاوثان واجتنبو قول الزور الحج، ۲۲:۳۰

یعنی تم بت پرستی کی آلودگی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔

الغرض قرآن وحدیث میں جھوٹی گواہی کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے اور اسے سخت حرام اور قابل مذمت ٹھہرایا گیا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ عموماً جھوٹی گواہی دینا معمولی بات سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں اس لیے گو شریعت نے جھوٹی گواہی کے لیے کوئی حد مقرر نہیں کی، تاہم فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس کے مرتکب کو اصولاً تعزیری سزا دی جائے گی۔ فقہاء جھوٹی شہادت کے جرم میں حالات کے مطابق مختلف تعزیری سزائیں تجویز کی ہیں۔

2- جھوٹی اطلاع: جھوٹی اطلاع بھی قابل تعزیر ہے اگر ایک شخص دوسرے پر کسی چیز کا دعویٰ کرے اور ثابت ہو جائے کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا نیز اس کے دعوے میں مدعی علیہ کو اذیت پہنچی ہو تو اس نے ایک ایسی معصیت کا ارتکاب کیا ہے جس میں گو کوئی مقرر شرعی حد نہیں ہے۔ تاہم اس پر اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ ابن فرحون "تبصرہ الحکام" میں لکھتے ہیں: "جو شخص ناحق شکایت کرے تو اسے تادیبی سزا دی جائے گی، جو کم از کم سزائے قید ہو سکتی ہے تاکہ جھوٹے اور مقدمہ باز لوگوں

کو ایسے کاموں سے روکا جا سکے۔ صاحب کشاف، القناع عن متن الاقناع، میں رقم طراز ہیں:

اگر مدعی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ثابت ہو جائے اور اس سے مدعی علیہ کو اذیت پہنچی ہو تو اسے جھوٹ اور اذیت دہی کی وجہ سے تعزیری سزا دی جائے گی۔ نیز ناجائز دعویٰ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com 03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے آئی ڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کی وجہ سے مدعی علیہ کو جو نقصان پہنچا ہے، مدعی سے اس کا تاوان بھی لیا جائے گا۔

3- **حیوانات کو ضرر رسانی:** شریعت نے پالتو حیوانات کو قتل اور ضرر رسانی سے منع کیا ہے خواہ اس تکلیف کی نوعیت کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حیوان کو روکے رکھنا اور اسے چارہ وغیرہ نہ کھلانا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

دخلت امراۃ النار فی ھرۃ ربطتھا فلم تطعمھا ولم تدعھا تاکل من خشا ش الا رض

یعنی ایک بے رحم عورت اس لیے جہنم میں داخل کی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر بھوکا مار ڈالا نہ تو اسے خود کھانے کو دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے سے اپنی غذا حاصل کر سکتی۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے: بار برداری کے مویشیوں کو تکلیف نہ دی جائے۔ ایک دفعہ راستے میں ایک گدھا دیکھا جس کا چہرہ داغا گیا تھا، فرمایا جس نے اس کا چہرہ داغا ہے اس پر اللہ کی لعنت۔

عربوں میں بے رحمی کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ کسی جانور کو باندھ کر اس کا نشانہ بناتے تھے اور تیز اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس سنگدلی کی بھی ممانعت فرمائی۔ جدید دنیا نے انسداد بے رحمی، ذمہ داری کو اب سمجھا ہے لیکن رحمت العالمین نے آج سے چودہ سو سال قبل دنیا کو یہ تعلیم دی تھی۔

4- **املاک کی بے حرمتی:** ہر ایسا فعل جس سے دوسرے کی املاک کی بے حرمتی ہوتی ہو قابل مذمت اور اجیاناً قابل تعزیر ہے۔ مثلاً ایسی غیر مقولہ جائیداد میں داخل ہو کر جو کسی دوسرے کے قبضے میں ہو یا اس مکان میں داخل ہو جس میں کوئی سکونت پذیر ہو یا اسے سکونت کے لیے تیار کیا گیا ہو اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس کو قبضے کی طاقت سے روکے یا وہاں کسی جرم کا ارتکاب کرے یا کسی جرم کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں بلا اجازت دوسرے کے مکان میں داخلہ سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے مومنو! اپنے گھر کے سوا دوسرے لوگوں کے گھروں میں اہل خانہ کی اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہو جاؤ۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اگر تم وہاں کسی کو نہ پاؤ تو پھر بھی اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ النور،۲۴: ۲۷۔۲۸

اس ضمن میں فقہاء نے بعض ایسی صورتوں کا ذکر کیا ہے جن میں وہ تعزیر کو واجب خیال کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص بغیر کسی کے علم اور اجازت کے کسی کے گھر میں پایا جائے جب کہ مکان کے اندر داخل ہونے کا مقصد بھی واضح نہ ہو۔ چنانچہ اس مثال میں بغیر اجازت دوسرے کے گھر میں محض داخل ہونے پر تعزیری سزا دی جائے گی تو اگر کوئی کسی کے گھر کسی جرم کے ارتکاب کیلئے داخل ہو تو اس پر بطریق اولیٰ تعزیری سزا کا اطلاق ہوگا۔

الغرض اسلامی قانون کا یہ نظریہ اس کے اصول و مبادی کے عین مطابق ہے۔ اسلام لوگوں کی رہائش گاہوں کے تقدس کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور ان کی ہر قسم کی بے حرمتی قابل تعزیر جرم ہے۔

قومی و اجتماعی جرائم: شریعت اسلامیہ نے ان تمام افعال کو ممنوع قرار دیا ہے جو عوامی مفاد اور مصلحت عامہ کے خلاف کیے جاتے ہیں۔ یہ افعال اور جرائم ایسے ہیں کہ جن سے اکثر کئی افراد کے مفاد پر زد پڑتی ہے۔ ایسے تمام اجتماعی افعال اور قومی جرائم کا احاطہ تو ممکن نہیں ہے لیکن ہم ان میں سے بعض اجتماعی جرائم کا ذکر کرتے ہیں، جو قومی سلامتی اور ملکی امن کے خلاف ہے۔

1- **قومی سلامتی کے خلاف خارجی جرائم:** ہر وہ کام قابل مذمت اور جرم ہے جو ملکی امن اور قومی سلامتی کے خلاف ہو یا جس سے مملکت کے دشمنوں کو فائدہ پہنچتا ہو۔ اسلامی قانون اس کے مرتکب کو سزا دیتا ہے تاکہ مملکت کو بچایا جا سکے۔ ملک کو مستحکم کیا جا سکے، نیز ان تمام امور کا سد باب کیا جا سکے جو ملک و قوم کے لیے نقصان دہ ہیں ذیل میں ہم ایسے بعض جرائم کا تذکرہ کرتے ہیں۔

2- **جاسوسی:** اسلام میں ملک کے خلاف دشمن کے لیے جاسوسی بھی جرم ہے خواہ اس کی نوعیت کیسی ہی ہو، نیز جاسوسی کے لیے خواہ کوئی بھی ذریعہ استعمال کیا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے: **ولا تجسسو** اور جاسوسی نہ کرو۔ الحجرات،۴۹: ۱۲

جاسوسی ممنوع ہے اگر کوئی جاسوسی کا ارتکاب کرے تو وہ معصیت کا مرتکب ہوگا پھر چونکہ شریعت نے اس معصیت پر کوئی حد مقرر نہیں کی لہٰذا اس کے مرتکب کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ مشہور حنفی امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الخراج'' میں لکھتے ہیں: جاسوس اگر دشمن ملک سے ہو یا یہود و نصاریٰ اور مجوسی میں سے اہل ذمہ ہوں تو ان کی گردن اڑا دیجئے اگر وہ معروف اہل اسلام میں سے ہوں تو انہیں دردناک جسمانی سزا دی جائے گی۔ اور اس کے ساتھ انہیں ایک طویل عرصے تک قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ تائب ہو جائیں۔

دیگر جرائم: اس سلسلے کے چند جرائم یہ ہیں:

1) حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانا۔
2) دشمن کو مملکت میں داخل ہونے کی سہولت فراہم کرنا۔
3) دشمن کی ایسی مسلح افواج سے وابستہ ہونا جو حکومت کے خلاف برسر پیکار ہوں۔
4) کوئی قلعہ یا کوئی مورچہ دشمن کے حوالے کرنا نیز اسے ایسی چیزیں فراہم کرنا جسے مملکت کی مدافعت میں استعمال ہونا ہو۔
5) جنگ کے دوران دشمن ملک کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا۔

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0345 5040551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

الغرض یہ تمام جرائم ازروئے اسلامی قانون حرام اور قابل تعزیر سزائیں ہیں۔لہٰذا ان کے مرتکبین کو تعزیری سزا دینا ضروری ہے۔

4-قومی سلامتی اور ملکی امن کے خلاف داخلی جرائم: حکومت کے داخلی امن وسلامتی سے تعلق رکھنے والے اہم جرائم میں بغاوت سرفہرست جرم ہے۔اس جرم کا ارتکاب کرنے والے مجرمین کو باغی کہا جاتا ہے۔اور ان پر باغیوں کے لیے مقررہ سزاؤں کا اجراء ہوتا ہے،باغیوں اور ان کے لیے متعین سزا پر بحث سرقہ اور راہزنی کے جرائم کے ذیل میں آتی ہے۔مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ایک فوج اور جنگی قوت حاصل ہونے کی تمنا اس لیے کرے کہ وہ موجودہ حکومت کی نافرمانی کرسکے،اگر ایسے شخص کی یہ خواہش ثابت ہوجائے تو وہ تعزیر سزا کا مستحق ہوگا۔

5-رشوت: رشوت سنگین معاشرتی جرم ہے جس سے عدل وانصاف کی ترازو ڈانوا ڈول ہوجاتی ہے،اس سے ظالم کی حوصلہ افزائی اور مظلوم کی رسوائی ہوتی ہے۔اس لیے اسلام اس معاشرتی ناسور کو تعزیری جرم قرار دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور اس کو راشی حکام کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال ناجائز طور پر نہ کھا جاؤ اور اسے تم جانتے بھی ہو۔البقرہ،۲:۱۸۸

رشوت ستانی کے عام ہونے سے انصاف کا خون ہوتا ہے،عدالتی نظام پامال ہوتا ہے اور متعدد برائیاں جنم لیتی ہیں۔مثلاً قاضی یا حاکم مجرموں سے کچھ اپنے لیے حاصل کریں کہ ان پر حدود کو موقوف کریں یا نہیں الزام سے بری کرنے کی خاطر ان سے کوئی چیز لیں۔اس قسم کی رشوت میں دو عظیم مفاسد ہیں۔ایک یہ کہ اللہ کی حد معطل ہوگئی،دوسرے یہ کہ لینے والے نے حرام خوری کی۔اس طرح ایک تو ترک واجب ہے اور دوسرا ارتکاب جرم۔

نیز جو قاضی رشوت خوری کرتا ہے،وہ اس کے ساتھ کسی دوسرے مفاسد میں بھی مبتلا ہوجاتا ہے مثلاً وہ جھوٹی شہادت سننے پر مجبور ہوتا ہے۔نیز رشوت ستانی اس مقصد کے بھی منافی ہے جس کے لیے جج مقرر کیا گیا ہے کیونکہ اسے حاکم بنانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے،لیکن وہ اس سے رشوت لے کر منکر کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔لہٰذا اسے تعزیری سزا دینا واجب ہوگا جس میں اس کا اپنے عہدے سے معزول کیا جانا بھی شامل ہے کیونکہ جس کام کے لیے وہ مقرر کیا گیا تھا وہ اس کا اہل نہیں رہا۔

6-ملازمین کا اپنے اختیارات سے تجاوز: اگر کوئی ملازم اپنے حدود اختیارات سے تجاوز کرے یا اپنے فرائض میں کوتاہی کا مرتکب ہو تو اس کا یہ فعل اسلامی قانون میں قابل تعزیر جرم ہوگا۔ایسے ملازمین کو سزا دی جائے تاکہ وہ عوام کے ساتھ اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیں اور حکومتی مشینری ٹھیک طور سے کام کرے اور ان کا رویہ خادمانہ ہونا چاہیئے۔عوام کو ان سے پورا پورا فائدہ پہنچے جن کی خدمت کے لیے انہیں ملازم رکھا گیا ہے۔مثلاً

(الف)جج کا فیصلہ نہ دینا: اگر مدعی تمام قانونی تقاضے اور لوازمات پورے کردے اور اس کے بعد بھی جج یا قاضی فیصلہ دینے میں توقف کرے تو اسے اپنے منصب اور عہدہ سے معزول کردیا جائے گا۔علاوہ ازیں اسے تعزیری سزا بھی دی جائے گی۔نیز اگر وہ بلاوجہ فیصلہ دینے میں تاخیر کرے تو بھی تعزیری سزا کا مستحق ہوگا اور اسے اپنے منصب سے معزول کیا جائے گا۔

اگر آج اس اسلامی قانون کو نافذ کردیا جائے تو اس کے مفید اثرات مرتب ہوں گے۔ججوں کا طرز عمل بہتر ہوجائے گا وہ مقدمات کا فیصلہ جلد کریں گے،رشوت کے چور دروازے بند ہوجائیں گے اور جرائم میں کمی آجائے گی۔

(ب)جج کی ناانصافی: اگر جج کا قاضی فیصلہ دیتے وقت عمداً ناانصافی سے کام لے تو اس کا یہ جرم قبیح اور معصیت شمار ہوگا اور اسے اس بناء پر معزول کردیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے منصب میں خیانت کا ارتکاب کیا،نیز فیصلے میں جانبداری اور ناانصافی کا مرتکب ہوا جس کی وجہ سے اس نے اپنے آپ کو منصب قضاء کیلئے نااہل ثابت کردیا ہے۔سرخسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المبسوط“ میں لکھا ہے: جب قاضی کسی مقرر سزا یا قصاص یا کسی مالی تاوان کا فیصلہ کرے تو وہ متاثرہ شخص کے مالی نقصان کا ضامن ہوگا اور اسے اس منصب سے معزول کیا جائے گا۔نیز اسے تعزیر سزا دی جائے گی کیونکہ وہ ظلم اور خیانت کا مرتکب ہوا ہے۔یہ حکم تب ہوگا جب قاضی جانتے ہوئے ناانصافی کرے گا،لیکن اگر وہ جرم کا ارتکاب بطور خطاء کرے تو اس پر اس فیصلے کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کا تاوان نہ ہوگا۔کیونکہ کوئی جج بھی غلطی سے معلوم نہیں ہوتا اور خطاء نسیان ازروئے شریعت قابل سزا نہیں۔

7-فرائض منصبی کی عدم ادائیگی: ہر وہ سرگرمی جو حکومت کی مشینری کو مفلوج کردے،نظم وضبط میں رکاوٹ کا باعث ہو اور نظام حکومت کو معطل کردے،اسلامی شریعت اسی ذریعے کوئی مشترکہ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہوں تو انہیں اس جرم پر تعزیری سزا دی جائے گی۔کیونکہ اس جرم میں کوئی متعین سزا نہیں ہے۔

8-ملازمین کی عوام سے بدسلوکی: جو سرکاری ملازم یا وہ شخص جو کسی شخص سے بدسلوکی کرے،مثلاً وہ بغیر قانونی جواز کے کسی شخص پر سختی کرے یا اس کے گھر میں داخل ہوجائے یا اس کے علاوہ کوئی اور بدسلوکی کرے تو ایسے ملازم کو ایک ایسے جرم کا مرتکب سمجھا جائے گا جس میں شارع کی طرف سے کوئی سزا متعین نہیں۔لہٰذا اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔

9-ملازمین حکومت سے بدسلوکی: اسلام عدل وانصاف کا دین ہے،ایک طرف اس نے ملازمین کے لیے حدود کار متعین کردیے ہیں اور حدود سے تجاوز کرنے والے ملازمین پر گرفت کی تاکہ نظام حکومت پر عوام کا اعتماد بحال رہے اور عوام حکام کی زیادتیوں سے محفوظ رہیں دوسری طرف اسلامی قانون حکومت کے ملازمین کو تحفظ دیتا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے تاکہ عام لوگ اس پر دست درازی نہ کرسکیں اور وہ اعتماد اور سکون سے اپنے فرائض منصبی ادا کرسکیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دست اندازی اور بدسلوکی کرنے والوں کے لئے اسلام نے تعزیری سزا روا رکھی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔